ISSN (E) 3007-0376
ISSN (P) 3007-0368

Journal of Advanced Studies in Social Sciences (JASSS)

Vol.2, Issue 1 (January-June 2024)

Attribution-NonCommercial 4.0 International

Academy for Social Sciences
BAHISEEN Institute for Research & Digital Transformation
Street 14-G, Coral Town, Islamabad
Email: editor@jasss.pk, Website: https://jasss.pk

جزیرہ نمائے عرب سے یہودی قبائل کی ہجرت، اسباب اور پس منظر

Migration of Jewish tribes from the Arabian Peninsula, causes and background

Zulfiqar Ali
Ph.D. Research Scholar, Department of Islamic Thought History & Culture, Allama Iqbal Open University, Islamabad
zolfiqar83@gmail.com

Abstract

Opposition to the Jews after the Prophet's migration to Madinah is a historical fact, the details of which are occasionally mentioned in the Sirah books. The Jews were expelled from Madinah in various stages because of their fiber medicine, while some traditions also show that the Prophet (peace be upon him) advised the expulsion of the Jews from the Arabian Peninsula before his demise. During the Farooqi era, this advice was carried out and the Jews were expelled from the Arabian Peninsula. The deportation of Jews from the Arabian Peninsula is taught to Jews in a particular context. Modern studies, especially of Israel Wolfensohn, have described the deportation as cruelty and abuse. Jewish scholars who have studied the history of the Jews have shed light on the subject in detail and have shown partiality by proving that the deportation of the Jews was a deliberate plan, and that the Prophet, in consultation with the Muslims, created because of which they were deported. This article presents a research review of the above issue in the light of the basic books of Sirah.

Keywords: Deportation of Jews, Jews in Arabian Peninsula, Reason for Deportation of Jews, Arabian Peninsula & Deportation of Jews

تعارف

رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد یہود کی مخالفت ایک تاریخی حقیقت ہے جس کی تفصیلات کتبِ سیرت میں موقع بہ موقع ذکر کی جاتی ہیں۔ یہود کی ریشہ دوانیوں کے نتیجے میں متعدد مراحل میں انہیں مدینہ منورہ سے نکالا گیا جب کہ بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال سے پہلے جزیرہ نمائے عرب سے یہود کو نکال دینے کی نصیحت کی تھی جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ عہد فاروقی میں اس نصیحت پر عمل مکمل ہوا اور جزیرہ نمائے عرب سے یہود کو نکال دیا گیا۔ جزیرہ نمائے عرب سے یہود کی جلاوطنی کو یہود کے ہاں ایک خاص تناظر میں پڑھایا جاتا ہے۔ جدید مطالعات میں خاص طور پر اسرائیل ولفنسون کے ہاں اس جلاوطنی کو ایک ظلم اور زیادتی کے طور پر پیش کیا گیا ہے نیز فلسطین پر یہودی تسلط اور عرب دنیا میں یہود کے توسیع پسندانہ عزائم کے تناظر میں اس مسئلے کا صحیح رخ واضح کرنے کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ تاریخ یہود پر تحقیق کرنے والے یہودی محققین نے اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور جانب داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ یہود کو جلاوطن ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا اور رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس طرح کے حالات پیدا کیے کہ جس کا نتیجہ ان کی جلاوطنی کی صورت نکلا۔

سابقہ مواد

اس موضوع پر قدیم اور معاصر مسلم مفکرین کی طرف سے متعدد تحقیقات سامنے آئی ہیں۔ متاخرین میں سے محمد حسین ہیکل نے اپنی کتاب "حیاۃ محمد ﷺ"[1] میں اور مولانا مودودی نے اپنی (مرتب شدہ) کتاب "یہودیت قرآن کی روشنی میں"[2] اس موضوع پر ہونے والے عمومی سوالات کا جواب دیا ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے بھی اپنی کتب[3] میں متفرق طور پر یہود کی جلاوطنی کے فیصلے کے اسباب اور پس منظر پر بحث کی ہے۔ معاصر محقق مدثر حسین سیان نے بھی اپنے تحقیقی مضمون میں اس موضوع پر مستشرقین کا نقطہ نظر اور ان کے جواب میں مسلم مصنفین کی آراء کو حسن ترتیب کے ساتھ جمع کیا ہے جو بلاشبہ ایک عمدہ کاوش ہے۔[4] ان کے علاوہ بعض معاصر تحقیقات یہود کے ساتھ مسلمانوں کے اقتصادی تعلقات کے حوالے سے بھی موجود ہیں جن میں اس موضوع کی بعض جزئیات موجود ہیں لیکن ان تمام تحقیقات میں یہود کی جلاوطنی کا باب بنو قریظہ کے قتل پر آکر ختم ہو جاتا ہے۔[5] کتب حدیث وسیرت میں واضح طور پر یہ بات موجود ہے کہ وصال کے وقت رسول اللہ ﷺ نے جو وصیتیں فرمائی تھیں ان میں یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ اہل الحجاز میں سے یہود اور اہل نجران کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔[6] آپ ﷺ کی اس وصیت پر عمل عہد فاروقی میں جاکر مکمل ہوا جب آپ نے یہود کے باقی قبائل کو بھی خیبر سے نکال دیا اور اس طرح یہود جزیرہ نمائے عرب سے ہمیشہ کے لیے جلاوطن ہوگئے۔ موجودہ دور میں خیبر سے جلاوطنی کو بھی یہود کی طرف سے میڈیا میں زیر بحث لایا جاتا ہے اور خیبر سے جلاوطنی کو مسلمانوں کی یہود کے خلاف آخری فتح قرار دیا جاتا ہے[7] جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خیبر سے جلاوطنی کا واقعہ جو عہد فاروقی میں پیش آیا اس پر بھی تحقیق کی ضرورت ہے کہ اس کے اسباب کیا تھے۔ اس تحقیق کا محرک یہی وجوہات ہیں چنانچہ اس مضمون میں مصادر اصلیہ کی روشنی میں قبائل یہود کی جلاوطنی کے تمام اسباب پر جامع تحقیق پیش کی جائے گی۔ مصادر اصلیہ سے استفادے اور انحصار اس وجہ سے ہے کہ اس تحقیق کا مقصد قدیم عربی متون سے اصل اسباب کی تلاش ہے نیز یہ کہ مستشرقین کا ماخذ قدیم متون ہی ہیں جن سے اخذ شدہ عبارات کو انہوں نے خود ساختہ مفہوم کا جامہ پہنایا ہے لہذا کوشش ہوگی کہ مصادر اصلیہ تک بحث کو محدود رکھا جائے۔

یہود کی جلاوطنی کے اسباب پر یہودی مؤرخین کا لٹریچر

یہود کی جلاوطنی کے موضوع کو جن یہودی مؤرخین نے چھیڑا ہے ان کی تعداد بہت کم ہے۔ ان میں سب سے زیادہ شہرت معروف یہودی مؤرخ اسرائیل ولفنسون[8] نے پائی ہے جس نے "تاریخ الیھود في بلاد العرب في الجاھلیۃ وصدر الاسلام" کے عنوان سے مقالہ لکھا ہے۔ ولفنسون نے یہود کی جلاوطنی کے سے متعلق تفصیلات کو بیانیہ انداز میں لکھا ہے اور غلط صحیح کی تعیین کی بجائے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہود کو جس سبب کی بنا پر جلاوطن کیا گیا تھا وہ اسباب خود مسلمانوں نے مصنوعی طور پر پیدا کیے تھے اور یہود نے مجبور ہو کر وعدہ خلافی کی۔ مثلاً

(1) بنو قینقاع کے بازار میں پیش آنے والا واقعہ دراصل یہود کا ردعمل تھا کیونکہ (نعوذ باللہ من ذلک) رسول اللہ ﷺ ان کو مدینہ سے نکالنا چاہتے تھے اور یہود نے جرأت مندانہ قدم اٹھایا۔[9] یہاں اسرائیل ولفنسون اس واقعے کی تاریخی ترتیب پر کوئی حوالہ نہیں دیتا نیز بازار میں مسلمان خاتون سے بدتمیزی کے واقعے کو بھی زیر بحث نہیں لاتا۔

(2) بنو نضیر کے ہاں رسول اللہ ﷺ کا تشریف لے جانے کے واقعے میں اسرائیل ولفنسون اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ بنو نضیر نے غداری کی اور رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا۔[10] اس موقف پر بھی وہ دلائل نہیں دیتا بلکہ محض اپنے ظن و تخمین کا اظہار کرتا ہے۔

(3) ولفنسون غزوہ خندق کے دوران بنو قریظہ کی غداری اور ان کی طرف سے اقدام قتل کو بھی کسی حد تک Normalize کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ جنگ میں حیلہ، چال اور دھوکہ ایک عمومی حکمت عملی ہے اور پھر مختلف اقتباسات کی روشنی میں بنو قریظہ کے فضائل اور محاسن کو اجاگر کرتا ہے۔[11]

یہودی مؤرخین کے لٹریچر کے مطالعے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہود کی جلاوطنی کے اسباب سے متعلق ان کے سامنے سیرت ہی کے مصادر تھے۔ اس کے سوا ان کے ہاں اپنی کوئی تاریخ یا ریکارڈ موجود نہیں تھا۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ ان کے لیے مسلمان سیرت نگاروں کے موقف سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں تھی جس کی وجہ سے ان اسباب یعنی یہود کی وعدہ خلافیوں اور بدعہدیوں کا انکار تو نہ کر سکے البتہ چونکہ چنانکہ اور بعض جزئیات کو عقلی بنیادوں پر رد کرتے رہے۔

یہود کی جلاوطنی کے مراحل

جزیرۃ العرب میں یہود مختلف مقامات پر آباد تھے۔ عرب میں یہود کے بڑے مسکن دو تھے۔ پہلا مسکن مدینہ منورہ کا تھا جہاں کی سرسبز زمینیں اور زمینی وسائل یہود کے پاس تھے جب کہ دوسرا بڑا مسکن خیبر اور اس کے مضافاتی علاقے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد یہاں کے یہودی قبائل سے معاہدہ کیا گیا اور انہیں برابری کی بنیاد پر سیاسی، دفاعی اور مذہبی حقوق دیے گئے مگر یہود نے موقع بموقع اس معاہدے کی خلاف ورزی کی۔

رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری اور یہود کا موقف

مصادر سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ 622 سنِ عیسوی تھا اور یہود مدینہ اپنی مذہبی کتب کی روشنی میں آپ ﷺ کی آمد کے منتظر تھے۔[12] مگر جب رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بعد انہیں علم ہوا کہ نبی بنو اسحاق کی بجائے بنو ابراہیم میں سے ہیں تو ان کی خوابیدہ عصبیت جاگ اٹھی اور انہوں نے آپ کو نبی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔[13] آپ ﷺ کی نبوت کے انکار کی وجہ محض عصبیت تھی، ورنہ قرآن کریم کے مطابق وہ تورات میں بیان کردہ علامات کی روشنی میں آپ ﷺ کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ پہچانتے تھے۔[14]

رسول اللہ ﷺ کی آمد کے وقت مدینہ میں یہود قبائل

مدینہ منورہ میں یہود کے تین بڑے قبائل بنو نضیر، بنو قینقاع، بنو قریظہ کا ذکر ملتا ہے۔ ابن ہشام نے ان تینوں کے علاوہ بنو ثعلبہ، بنو زریق، بنو حارثہ، بنو عمرو اور بنو نجار کے کچھ افراد کا ذکر کیا ہے جو یہودی ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سخت عداوت رکھتے تھے۔[15] لیکن یہود کے نسلی قبائل تین ہی تھے، باقی تمام قبائل نسلی طور پر یہودی نہیں تھے بلکہ ان کے چند افراد نے یہودیت اختیار کر لی تھی۔ اس کے علاوہ یہود کے کچھ قبائل مثلاً بنو بہدل وغیرہ بھی وہاں رہتے تھے لیکن جلاوطنی سے قبل ہی وہ ذاتی وجوہات کی بنا پر مدینہ چھوڑ چکے تھے یا پھر ان کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

اسلام قبول کرنے والے یہودی منافقین

تاریخ میں کثرت سے ان مسلمانوں کا ذکر ملتا ہے جو یہودی تھے مگر انہوں نے ہدایت کا راستہ اختیار کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ ان مسلمانوں میں معروف مفسر عبد اللہ بن سلام اور کعب احبار شامل ہیں تاہم ابن ہشام نے کچھ ایسے یہودیوں کا بھی ذکر کیا ہے جنہوں نے اسلام قبول کرنے کا دعوی کیا تھا مگر وہ درحقیقت منافق تھے اور ان کا نفاق ظاہر ہو گیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں مسجد نبوی سے زبردستی

نکلوا دیا تھا اور انہیں آئندہ آنے سے روک دیا تھا۔ یہ لوگ مسجد میں آکر مسلمانوں کی باتیں سنا کرتے، مذاق اڑاتے اور دین کی بے حرمتی کیا کرتے تھے۔ ان میں سے عمر بن قیس، زید بن عمرو، قیس بن عمرو بن سہل، حارث بن عمرو اور رافع بن ودیعہ کا نام ذکر کیا گیا ہے۔[16]

میثاق مدینہ کی خلاف ورزی

مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ مختلف قبائل و اقوام سے مشاورت کے بعد معاہدہ طے فرمایا تھا۔ اس معاہدے میں یہودیوں کے ساتھ بھی معاہدہ کیا گیا تھا۔ یہ مکمل معاہدہ جو میثاق مدینہ کہلاتا ہے اس میں یہ طے پایا تھا کہ مدینہ میں رہنے والے تمام قبائل بشمول یہود اور مسلمان مل کر رہیں گے، جنگ کے موقع پر ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور کسی بھی فریق کے دشمن کا ساتھ نہیں دیں گے۔[17]

رسول اللہ ﷺ پر جادو

یہود کو آپ ﷺ کی رسالت کا یقین ہو چکا تھا مگر وہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ مگر وہ کھل کر مخالفت کرنے کی بھی ہمت نہیں رکھتے تھے اس لیے سازشوں کے ذریعے خفیہ طریقے سے آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔ ایسی ہی ایک کوشش لبید بن اعصم نے کی تھی جس میں کنگھی اور بالوں کے ذریعے جادو کیا جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف کا احساس ہوا اور اس کے علاج کے لیے معوذتین نازل ہوئیں۔ یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ تفاسیر اور کتب سیرت میں نقل کیا گیا ہے۔[18]

رسول اللہ ﷺ کو زہر دینا

رسول اللہ کا وصال جس بیماری میں ہوا وہ گوشت میں ملے ہوئے زہر کا نتیجہ تھی۔ یہ زہر زینب نامی عورت نے رسول اللہ ﷺ کو بکری کے گوشت میں ملا کر دیا تھا۔ واقدی کے بیان کے مطابق جب خیبر فتح ہو گیا اور تمام علاقہ آپ کے زیر نگیں آگیا تو زینب بنت حارث نے یہود کی مشارت کے ساتھ یہ زود اثر زہر بکری کے گوشت میں ملا دیا اور رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ دے دیا۔ آپ نے اپنے صحابہ کو بلایا اور کھانے میں ساتھ شامل فرما لیا۔ ابھی پہلا لقمہ آپ نے چبایا ہی تھا کہ آپ کو معلوم ہو گیا تو آپ رک گئے اور صحابہ کو بھی منع فرما دیا۔ زہر نے بشر بن البراء جو کہ لقمہ کھا چکے تھے فوراً متاثر ہوئے اور ان کا انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ محفوظ رہے لیکن کچھ اثرات باقی رہے اور انہیں علامات سے آپ کا وصال ہوا۔[19]

مسلمانوں میں فساد

ایک بار اوس اور خزرج کے مسلمان بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ یہودی سردار شاس بن قیس وہاں سے گزرا اور انہیں باہم شیر و شکر دیکھ کر غضب ناک ہو گیا اور کہنے لگا کہ اچھا تو اب اس شہر میں بنو قیلہ کے سردار مل کر بیٹھیں گے! پھر اس نے ایک نوجوان کو حکم دیا کہ وہ ان کے درمیان جا کر بیٹھے اور وہاں جنگ بعاث کے قصے اور اشعار سنا کر بھڑکائے۔ چنانچہ اس نے جا کر ایسا ہی کیا اور اس کے نتیجے میں دونوں قبیلوں کے سردار آپس میں جھگڑ پڑے اور جنگ کا اعلان کر کے جدا ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ اپنے چند اصحاب کے ساتھ موقع پر پہنچے۔[20]

بنو قینقاع کی معاہدے کی خلاف ورزی

غزوۂ بدر میں فتح حاصل کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو قبیلہ بنو قینقاع کے یہودیوں نے معاہدہ توڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے میثاق مدینہ کے ذریعے اہل مدینہ میں امن و امان کا معاہدہ طے کر رکھا تھا۔ بنو قینقاع کا اس معاہدے سے پھر جانا امن و امان کی صورت حال کو غیر یقینی بنانے کے لیے کافی تھا نیز بدر کے شکست خوردہ دشمن کے پلٹ کر حملہ کرنے یا مدینہ کے یہودی سرداروں کے ساتھ سازش کر کے

مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے امکان کو تقویت ملتی سکتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے بنو قینقاع کو معاہدے کی خلاف ورزی سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر وہ مقابلے پر اتر آئے۔[21]

سوق بنی قینقاع میں مسلمان خاتون کے ساتھ بدتمیزی

مسلمانوں کے ساتھ مخاصمت کے دوران ہی بنو قینقاع کے بازار میں خاتون کے ساتھ بدتمیزی کا واقعہ پیش آیا۔ یہ خاتون کسی عرب خاندان سے تھی اور کسی انصاری کے نکاح میں تھی۔ یہ سوق قینقاع میں یہودی سنار کے پاس زیورات کے لیے آئی تو اس نے چپکے سے آکر اس کی چادر میں گرہ لگادی۔ جب وہ خاتون اٹھی تو اس کا ستر کھل گیا اور یہودیوں نے اس پر قہقہہ لگایا۔ اس پر ایک مسلمان آگے بڑھا اور اس یہودی کو قتل کر دیا اور یہودیوں نے اس کے جواب میں اکٹھے ہو کر مسلمان کو شہید کر دیا۔ اس کے بعد ان کو خوف لاحق ہو گیا اور وہ اپنے قلعے میں بند ہو کر بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا۔ امام واقدی کے مطابق ان کا محاصرہ پندرہ راتوں تک جاری رہا۔[22]

بنو قینقاع کی جلاوطنی

بنو قینقاع کا محاصرہ طویل ہو گیا تو انہوں نے پیغام بھیجا کہ اگر ہم قلعے سے نیچے اتر آئیں تو آپ ہمیں جانے دے دیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں یہ فیصلہ ہم اپنی مرضی سے کریں گے۔ چنانچہ وہ نیچے اتر آئے تو آپ ﷺ نے انہیں باندھنے کا حکم دیا اور انہیں باندھ دیا گیا۔

انہیں باندھنے کی ذمہ داری منذر بن قدامہ سالمی تھے۔ ابن ابی نے ان سے کہا کہ انہیں کھول دیں لیکن منذر نے کہا کہ میں ان لوگوں کسی صورت نہیں کھول سکتا جنہیں باندھنے کا حکم رسول اللہ نے دیا ہے۔ یہ سن کر ابن ابی رسول اللہ ﷺ سے جا کر چمٹ گیا اور کہنے لگا کہ میرے تعلق داروں کے ساتھ احسان کیجیے۔ آپ ﷺ شدید ناراض ہوئے مگر اس نے نہیں چھوڑا اور کہا کہ ان لوگوں نے جنگ بعاث میں مجھے بچایا تھا لہٰذا آپ ان کو جانے دیجیے۔ اس کے شدید اصرار کی بنا پر آپ ﷺ نے ان پر اور ان کے مددگاروں پر لعنت فرمائی اور انہیں جانے دیا۔

جب بنو قینقاع کو جانے کی اجازت دے دی گئی تو اس نے ایک بار پھر کوشش کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر درخواست کرے لیکن عویم بن ساعدہ جو دربان مقرر تھے، اندر نہ جانے دیا، کشاکشی میں ابن ابی امنہ دیوار پر لگا اور زخمی ہو کر خون بہنے لگا۔ اب پھر اس نے یہود کو نکلنے سے روکا کہ میں تمہیں امان لے دیتا ہوں مگر یہود نے کہا کہ ہم ایسے شہر میں نہیں رہ سکتے جہاں تمہارے ساتھ زیادتی اور بے اکرامی ہوئی اور ہم تمہاری مدد بھی نہیں کر سکتے۔[23]

غزوہ احد میں کفار مکہ کی مدد

غزوہ بدر میں مسلمانوں کو شاندار فتح ہوئی تھی۔ اس کے بعد علاقے کی قوتوں بشمول قریش مکہ اور یہودیوں کو اندازہ ہوا کہ اب مسلمان ایک معمولی قوت نہیں رہے۔ شکست کھانے کے بعد مشرکینِ مکہ نہایت غصے میں تھے اور نہ صرف اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا چاہتے تھے بلکہ ان تجارتی راستوں پر دوبارہ سے اپنی بالادستی حاصل کرنا چاہتے تھے جن کی ناکہ بندی مسلمانوں نے غزوہ بدر کے بعد کر دی تھی۔ جنگ کے شعلے بھڑکانے میں ابوسفیان، اس کی بیوی ہندہ اور ایک یہودی کعب الاشرف کے نام نمایاں ہیں۔ ہندہ نے اپنے گھر محفلیں شروع کر دیں جس میں اشعار کی صورت میں جنگ کی ترغیب دی جاتی تھی۔ ابوسفیان نے غزوہ احد سے کچھ پہلے مدینہ کے قریب ایک یہودی قبیلہ کے سردار کے پاس کچھ دن رہائش رکھی تاکہ مدینہ کے حالات سے مکمل آگاہی ہو سکے۔ ابوجہل غزوہ بدر میں مارا گیا تھا جس کے بعد قریش کی سرداری ابوسفیان کے پاس تھی جس کی قیادت میں مکہ کے دارالندوہ میں ایک اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ جنگ کی تیاری کی جائے۔ اس مقصد کے لیے مال و دولت بھی اکٹھا کی

گئی۔ جنگ کی بھرپور تیاری کی گئی۔ 3000 سے کچھ زائد سپاہی جن میں سے سات سو زرہ پوش تھے تیار ہو گئے۔ ان کے ساتھ 200 گھوڑے اور 300 اونٹ بھی تیار کیے گئے۔ کچھ عورتیں بھی ساتھ گئیں جو اشعار پڑھ پڑھ کر مشرکین کو جوش دلاتی تھیں۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے یہ ارادہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا حمزہ رَضی اللہُ تعالیٰ عنہ کا کلیجا چبائے گی چنانچہ اس مقصد کے لیے اس نے حمزہ رَضی اللہُ تعالیٰ عنہ کے قتل کے لیے اپنے ایک غلام کو خصوصی طور پر تیار کیا۔ بالآخر مارچ 625ء میں یہ فوج مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہو گئی۔[24]

غزوہ خندق میں کفار کو فنڈنگ

بنو قریظہ کی جلاوطنی رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ نہیں تھا بلکہ یہ تورات کی بیان کردہ سزا تھی جو انہیں دی گئی۔ حوالہ: میثاق مدینہ میں کہیں اس بات کا ذکر آیا ہے۔ میثاق مدینہ میں وہ اپنی اس بات کو تسلیم کر چکے تھے کہ خلاف ورزی کی صورت میں انہیں جلاوطن کیا جائے گا۔ جنگ احد کے بعد قریش، یہودی اور عرب کے دیگر بت پرست قبائل کے درمیان میں طے پایا کہ مل جل کر اسلام کو ختم کیا جائے۔ اس سلسلے میں پہلا معاہدہ قریش کے سردار ابوسفیان اور مدینہ سے نکالے جانے والے یہودی قبیلہ بنی نضیر کے درمیان میں ہوا۔ اس کے بعد بنی نضیر کے نمائندے نجد روانہ ہوئے اور وہاں کے مشرک قبائل 'غطفان' اور 'بنی سلیم' کو ایک سال تک خیبر کا محصول دے کر مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا۔[25]

بنو نضیر کے حلیف کعب بن اشرف کی بغاوت

غزوہ بدر میں مسلمانوں کی فتح کے بعد کعب بن اشرف جو کہ بنو نضیر کا حلیف تھا اور رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں پیش پیش ہوتا تھا اس نے مسلمانوں کو قریش مکہ کے مقتولوں کے مرثیے کہہ کہہ کر انہیں جنگ پر آمادہ کرنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے محمد بن مسلمہ اور ابونائلہ نے اسے قتل کر دیا۔ کعب بن اشرف کی ماں بنو نضیر سے تھی۔[26]

بنو نضیر کی جلاوطنی

4ہجری میں رسول اللہ ﷺ عمرو بن امیہ ضمری کے قتل کردہ دو شخصوں کی دیت کا بندوبست فرما رہے تھے[27] اور بطور معاہد و حلیف بنو نضیر کے حصہ سے متعلق گفتگو کے لیے دیگر صحابہ کے ہمراہ بنو نضیر کے علاقے میں تشریف لے گئے جہاں یہود نے آپ ﷺ پر پتھر گرا کر شہید کرنے کا منصوبہ بنایا۔ رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ وہاں سے واپس آ گئے۔ سیرت کی مفصل کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں محمد بن مسلمہ کے ہاتھ مدینہ سے چلے جانے کا حکم دیا تھا اور انہیں دس دن کی مہلت دی تھی تاکہ وہ تیاری کر کے نکل جائیں مگر کچھ دن بعد جب عبد اللہ بن ابی کی طرف کمک ملنے کی یقین دہانی کرائی گئی تو انہوں نے کہا کہ ہم مدینہ سے نہیں نکلیں گے تمہیں جو کرنا ہو کر لو۔[28] اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنو نضیر جنگ کے لیے تیار ہو گئے ہیں لہذا ان پر لشکر کشی کی جائے۔ چنانچہ ان کا محاصرہ کیا گیا جو 6 دن تک جاری رہا۔ بنو نضیر قلعہ بند ہو کر تیر اندازی کرتے رہے اور ابتداء میں کچھ تیر رسول اللہ ﷺ کے قبہ تک بھی پہنچے جس کے بعد قبہ دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا۔[29] آخر کار انہوں نے پیغام بھیجا کہ ہمیں معاف کر دیا جائے تو ہم مدینہ سے نکل جائیں گے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اب ہم خود فیصلہ کریں گے پھر آپ نے انہیں جان کی امان بخش دی اور اسلحہ بھی لے جانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ جو کچھ سامان اُونٹوں پر لے جا سکتے تھے لے گئے اور باقی بچے کھچے اموال کو اپنے ہاتھوں سے برباد کر کے مدینہ سے نکل گئے۔[30]

خیبر میں بنو نضیر کے سرداروں کی اسلام مخالف سرگرمیاں

بنو نضیر کے جو لوگ جلا وطن ہو کر خیبر پہنچے انہوں نے وہاں جاکر مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ چنانچہ سلام بن ابی الحقیق، حیی بن اخطب، کنانہ بن ابی الحقیق وفد لے کر مکہ پہنچے اور قریش کو جنگ پر آمادہ کیا اور اپنے بھرپور مالی تعاون کا یقین دلایا جس کے نتیجے میں قریش کے مختلف بطون کے پچاس سرکردہ لوگوں نے کعبہ سے لپٹ کر قسمیں کھائیں اب اسلام اور مسلمانوں کا قلع قمع کر کے دم لیں گے۔

اس کے بعد یہود قبیلہ غطفان کے پاس پہنچے اور ان کی مدد مانگی اور بدلے میں خیبر کی ایک سال کی پیداوار کا دینے کا وعدہ کیا۔[31]

بنو قریظہ کی جلاوطنی

یہ غزوہ ذی الحجہ 5ھ میں وقوع پذیر ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اس لشکر کی قیادت فرمائی۔ غزوۂ خندق کے موقع پر بنو قریظہ نے پہلے دھوکا کر کے مسلمانوں سے غداری کی اور کفار کا ساتھ دیا۔ دوسرا بنو نضیر کا سردار حیی بن اخطب جو کہ جلاوطن کر کے نکال دیا گیا تھا یہاں روپوش تھا لہذا غزوۂ خندق کے فوراً بعد بنو قریظہ پر حملہ کیا گیا۔ لڑائی کے نتیجے میں یہودیوں کے 400 آدمی قتل اور 200 قید ہوئے۔ وہ لوگ قلعوں میں گھس گئے، تو مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ طویل ہو گیا تو انھوں نے مجبور ہو کر قبیلہ اوس کے مسلمانوں کو بیچ میں ڈالا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی: "اوس" کے سردار (حضرت) سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) ہمارے حق میں جو بھی فیصلہ فرمائیں گے، وہ ہمیں قبول ہو گا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کی شریعت کے مطابق فیصلہ صادر کیا کہ ان کے بالغ مردوں کو قتل کیا جائے، عورتوں، بچوں کو غلام بنایا جائے اور ان کا تمام مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

غزوہ خیبر

یہ غزوہ ماہ محرم الحرام 7 ہجری میں واقع ہوا۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً 16 سو تھی۔ اسلامی لشکر کی قیادت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی، مدینہ منورہ کا خلیفہ حضرت سبابہ بن ابی عرفہ رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ علم بردار تھے۔ چونکہ بنو نضیر کے یہودیوں نے مدینہ منورہ سے جاکر خیبر کو اپنی سازشوں کا پناہ گاہ بنالیا تھا، اور وہ خیبر میں مسلمانوں کے خلاف آگ اُگل رہے تھے، حفاظتِ اسلام کے لیے یہ ضروری تھا کہ انکی سازشوں کو ختم کیا جائے لہٰذا ان پر چڑھائی کی گئی۔ یہ جنگ "غزوہ خیبر" کہلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شاندار فتح دی اور خیبر کے تمام قلعے مسلمانوں کے قبضے میں آگئے۔ مسلمانوں نے فتح کے باوجود یہودیوں کو قلعہ سے نکالا نہیں بلکہ ان سے ایک معاہدہ طے کر لیا جس کے مطابق مسلمان جب تک چاہیں یہودیوں کو قلعے میں رہنے کی اجازت دیں گے اور تجارت کا ایک حصہ مسلمانوں کو دیا جائیگا۔ خیبر کے بعد "فدک" کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے، وہاں کے لوگوں نے صلح کر لی۔

فتح خیبر کے فوراً بعد قتل کا حادثہ

خیبر کی فتح کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قسامت (بٹائی، حصہ) پر یہودیوں کو دے دیا۔ کچھ عرصے بعد وہاں انصار کے کچھ لوگ گئے جن میں سے ایک صحابی عبد اللہ بن سہل کو وہاں کے یہودیوں نے قتل کر دیا۔ قاتل کی شناخت نہ ہو سکی، یہود سے حلف لینے کی تجویز بھی سامنے آئی مگر اس پر اتفاق رائے نہ ہو سکا۔ جس کے نتیجے میں اس علاقے کے یہودی دیت ادا کرنے کے پابند ہوئے اور دیت کے معاملے میں رسول اللہ ﷺ نے ان کی معاونت بھی فرمائی۔[32]

عہد فاروقی میں خیبر سے یہودیوں کی جلاوطنی

امام واقدی کا بیان ہے کہ عہد صدیقی و عہد فاروقی میں امیر المؤمنین کے نمائندے اور دیگر افراد خیبر میں واقع اپنی زمینوں کا جائزہ لینے جایا کرتے تھے۔ ایک رات کو حضرت عبد اللہ بن عمر سو رہے تھے کہ جادو کرکے ان کے ہاتھ باندھ دیے گئے۔ صبح کو ان کے ساتھی آئے تو انہیں مشکل سے نکالا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو جا کر یہ قصہ سنایا تو آپ اس واقعے پر خاموش ہوگئے۔ کچھ عرصے بعد مظہر بن رافع حارثیؓ کچھ لوگوں کے ہمراہ خیبر پہنچے۔ وہاں یہودیوں نے ان کے ساتھیوں کو ورغلا کر ان کے قتل پر راضی کر لیا اور اس مقصد کے لیے انہیں ہتھیار بھی فراہم کیے۔ جب وہ خیبر سے باہر نکلے تو انہوں نے آپ کو شہید کر دیا اور واپس خیبر میں جا کر چھپ گئے اور اس کے بعد یہودیوں نے قاتلوں کو تحفظ اور نکلنے کے لیے محفوظ راستہ بھی فراہم کیا۔

اس قصے کی خبر حضرت عمر فاروقؓ کو پہنچی تو آپ نے لوگوں کو جمع کرکے فرمایا کہ تمہیں یہود کے جرائم کا بخوبی علم ہے۔ عبد اللہ بن عمرؓ کے ساتھ جو معاملہ ہوا وہ ایک الگ قصہ ہے لیکن اب یہ مظہر بن رافعؓ کا قتل صریح بغاوت ہے نیز عہد نبوی میں عبد اللہ بن سہلؓ کے ساتھ جو ہوا وہ بھی واضح ہے۔ اس لیے میں یہودیوں کی قسامت و بٹائی کا حساب و کتاب کرکے انہیں جلاوطن کرنے جا رہا ہوں۔[33]

بلاذری کے مطابق خیبر میں مقیم یہودیوں نے مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ دہی شروع کر دی تھی جس کی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ نے ان کی قسامت پر دی گئی زمینوں کو تقسیم کر دیا۔ بلاذری لکھتے ہیں:

قَالَ نَافِعٌ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَاثُوا فِي الْمُسْلِمِينَ وَغَشُّوهُمْ وَأَلْقَوُا ابْنَ عُمَرَ مِنْ فَوْقِ بَيْتٍ وَفَدَعُوا يَدَيْهِ، فَقَسَّمَهَا عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ مِمَّنْ كَانَ شَهِدَ خَيْبَرَ مِنْ أَهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ

چنانچہ آپ نے ان یہود کو حجاز سے نکل جانے کا حکم دے دیا جس کی وجہ سے ان کو خیبر چھوڑنا پڑا۔[34]

نتائج بحث

اس تحقیق سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ یہود کی جلاوطنی سے متعلق موجودہ یہودی مصنفین و مستشرقین کے بیانات مصادر سیرت سے معلوم ہونے والے حقائق سے بڑی حد تک مختلف ہیں۔

محمد ابن سعد، محمد بن عمر الواقدی نیز یعقوبی وغیرہ کے حوالے سے معلومات کو نقل تو کیا گیا ہے تاہم یہ ادھوری معلومات ہیں اور مصنف نے معلومات کے بعض حصوں کو بنیاد بنا کر اپنے تخیل سے نئی صورتحال متعارف کرائی ہے۔

یہودی مصنفین نے بعض واقعات کو لیا ہے اور یہود کے محاسن کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ایسے واقعات کو نظر انداز کر دیا ہے جو صراحتاً یہود کے خلاف جاتے ہیں۔

یہود کی مدینہ منورہ سے جلاوطنی کے تینوں بڑے واقعات میں یہود کی طرف سے صریح غداری کا مظاہرہ ہوا۔ دو واقعات میں انہیں از خود مدینہ سے نکل جانے کی مہلت دی اور تیسرے مرحلے میں سنگین جنگی جرم کی وجہ سے قتل کیا گیا۔

سفارشات

1. یہود کی جلاوطنی پر یہودی مصنفین اور مستشرقین کی نگارشات پر علمی نقد کی ضرورت ہے۔
2. یہود کی جلاوطنی پر مستشرقین کے ہاں جو جزئیات ملتی ہیں ان تمام کو موضوع بحث بنانے کی ضرورت ہے۔
3. مستشرقین کی تحقیق میں یہود کی جلاوطنی کے واقعات میں بعض جزئیات کی تاریخی ترتیب کو خلط ملط کرکے اپنے موقف کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے، ان جزئیات کی تاریخی ترتیب پر مستقل تحقیق کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات

[1] ۔ ہیکل، دکتور محمد حسین، حیاۃ محمد، قاہرہ: مؤسسۃ ھنداوی، 2012۔

Haikal, Dr. Mohammad Hussain, Hayat Mohammad, Cairo: Hindavi Foundation, 2012.

[2] ۔ مودودی، سید ابو الاعلی، یہودیت قرآن کی روشنی میں (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2000ء)۔

-Maududi, Syed Abu Al-Ala, Yahudiat Quran kio Raushni me (Lahore: Idara Trjaman ul Quran, 2000).

[3] ۔ ملاحظہ ہو: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عہد نبوی کے میدان جنگ (لاہور: ادارہ اسلامیات، 1982ء) ص 61 ومابعد اور ص 92۔

-See: Dr. Muhammad Hamidullah, Ahd e Nabvi kl Midan e Jang (Lahore: Idara Islamiyat, 1982), p. 61 and later and p. 92.

[4] ۔ مدثر حسین سیان، قبائل یہود کی مدینہ سے جلاوطنی (مستشرقین کے نقطہ نظر کا تجزیاتی مطالعہ)، جہات الاسلام: 2017، جلد 10، شمارہ 2 (جامعہ پنجاب، لاہور)۔

-Mudassar Hussain Sian, Exile of Jewish Tribes from Medina (Analytical Study of Orientalist Perspectives), Jahat-ul-Islam: 2017, Volume 10, Number 2 (Punjab University, Lahore).

[5] ۔ فتح خیبر کے موقع پر خیبر کے یہودیوں کو جلاوطن نہیں کیا گیا تھا بلکہ آپ ﷺ نے مساہمت کے اصول پر انہیں زمینوں کی آبادکاری کی اجازت دے دی تھی تاکہ مسلمان کاشت کاری میں مشغول ہونے کی بجائے دعوت و جہاد کے فریضے میں مشغول رہیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو: بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المزارعۃ، باب المزارعۃ بالشطر، رقم 2328۔

-On the time of the conquest of Khyber, the Jews of Khyber were not deported but he allowed them to settle lands on the principle of reconciliation so that the Muslims could engage in the duty of da'wah and jihad instead of engaging in farming. See details: Bukhari, Al-Jami 'Al-Sahih, Kitab Al-Mazara'at, Bab Al-Mazara'at-ul-Shater, No. 2328.

[6] ۔ احمد ابن حنبل، المسند، (قاہرہ: دار الحدیث، 1995ء) مسند ابی عبیدہ بن جراح، رقم 1691۔

-Ahmad Ibn Hanbal, Al-Musnad, (Cairo: Dar Al-Hadith, 1995) Musnad Abi Ubaidah Bin Jarrah, No. 1691.

[7] ۔

Khaybar was your Last Chance!!, by Team MediaRay

https://mediaray.blog/khaybar-was-your-last-chance/, Retrieved on 15-02-2022.

[8] ۔ اسرائیل ولفنسون (Israel Wolfensohn) یہودی مؤرخ اور محقق ہیں، تل ابیب یونیورسٹی میں سامی زبانوں کے استاد تھے، ان کی وجہ شہرت عرب دنیا میں یہود کی تاریخ پر تحقیق ہے۔ اسرائیل ولفنسون کی سب سے معروف کتاب "تاريخ اليهود في بلاد العرب في الجاهلية و صدرالاسلام" ہے جو در حقیقت ان کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جو انہوں نے معروف عربی ادیب طہ حسین کی زیر نگرانی مکمل کیا تھا۔ اسرائیل ولفنسون نے اس کے علاوہ موسی بن میمون اور کعب احبار وغیرہ پر کتب لکھی ہیں جو عرب کے اسلامی دور میں یہود کے کردار اور اثر ورسوخ کو واضح کرتی ہیں۔

Israel Wolfensohn is a Jewish historian and researcher who taught Semitic languages at the University of Tel Aviv. The reason for his fame is his research on the history of the Jews in the Arab world. Al-Arab Fi Al-Jahiliyyah wa Sadr al-Islam" which is in fact his PhD dissertation which he completed under the supervision of renowned Arabic writer Taha Hussain. Israel Wolfonson has also written books on Moses ibn Maimon and Ka'b al-Ihbar, etc., which illustrate the role and influence of the Jews in the Islamic period of Arabia.

[9] ۔ اسرائیل ولفنسون، ابوذویب، تاریخ الیہود فی بلاد العرب فی الجاہلیۃ وصدر الاسلام (مصر: مطبع الاعتماد، 1937ء) ص 128 ومابعد۔

Israel and Wilfonson, Abu Zubayb, History of the Jews in the Arab world in Jahiliyyah and Sadr al-Islam (Egypt: Al-Itemad Press, 1937) p. 128 and later.

[10] ۔ اسرائیل ولفنسون، تاریخ الیہود فی بلاد العرب، ص 137۔

-Israel Wolfonson, History of the Jews in the Arabian Peninsula, p. 137.

[11] ۔ اسرائیل ولفنسون، تاریخ الیہود فی بلاد العرب، ص 141 ومابعد۔

-Israel Wolfonson, History of the Jews in the Arab World, p. 141 and later.

[12] ۔واقدی، محمد بن عمر، المغازی (بیروت: دار الأعلمي، 1989ء) ج2، ص677۔

-Waqidi, Muhammad ibn Umar, al-Maghazi (Beirut: Dar al-'Alami, 1989), vol. 2, p. 677.

[13] ۔ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ (مصر: مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، 1955ء) ج1، ص513۔

-Ibn Hisham, Al-Sirat al-Nabawiyyah (Egypt: Maktaba wa Matb'ah Mustafa al-Babi al-Halabi, 1955), vol. 1, p. 513.

[14] ۔سورۃ البقرۃ:146۔

Surah Al-Baqarah: 146.

[15] ۔ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص515 ومابعد۔

-Ibn Hisham, Al-Sirah Al-Nabawiyah, vol. 1, p. 515.

[16] ۔ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص528۔

-Ibn Hisham, Al-Sirah Al-Nabawiyah, vol. 1, p. 528.

[17] ۔محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ (بیروت: دار النفائس، 1407ھ) ص60، میثاق مدینہ، شق نمبر16۔

-Muhammad Hamidullah, Doctor, Majmu'ah Al-Wathaiq Al-Siyasiyah, (Beirut: Dar al-Nifais, 1407 AH) p. 60, Charter of Medina, Article No. 16.

[18] ۔محمد ابن سعد، الطبقات الکبری (بیروت: دار صادر، 1968ء) ج2، ص196۔

-Muhammad Ibn Sa'd, Al-Tabqat al-Kubra (Beirut: Dar Sadr, 1968) vol. 2, p. 196.

[19] ۔واقدی، المغازی، ج2، ص678۔

-Waqidi, Al-Maghazi, vol. 2, p. 678.

.Waqidi, Al-Maghazi, p. 178-

[20] ۔ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص556۔

-Ibn Hisham, Al-Sirah Al-Nabawiyah, vol. 1, p. 556.

[21] ۔واقدی، المغازی، ج1، ص176۔

-Waqidi, Al-Maghazi, vol. 1, p. 176.

[22] ۔واقدی، المغازی، ج1، ص177۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج2 ص48۔ معاہدے کی خلاف ورزی: مقریزی، امتاع الاسماع، ج1 ص122۔

-Waqidi, Al-Maghazi, vol. 1, p. 177. Ibn Hisham, Al-Sirah Al-Nabawiyah, vol. 2, p. 48. Violation of the agreement: Miqraizi, Imta 'al-Isma', vol. 1, p. 122.

[23] ۔واقدی، المغازی، ص178۔

-Waqidi, Al-Maghazi, vol. 1, p. 176.

[24] ۔واقدي، المغازی، ج1 ص213۔214۔

-Waqidi, Al-Maghazi، vol.1, p.213-214.

[25] ۔طبری، محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک (بیروت: دار التراث، 1387ھ) ج2 ص566۔

-Tabari, Muhammad ibn Jarir, Tarikh Al-Rushul w Al-Mulook, (Beirut: Dar al-Tarath, 1387 AH) vol. 2 p.566.

[26] ۔مقریزی، تقی الدین احمد بن علی، امتاع الاسماع بماللنبي من الأحوال والأموال والحفدۃ والمتاع (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1999ء) ج1، ص126۔

Maqrizi, Taqi al-Din Ahmad ibn Ali, Imta'at al-Isma'a bama llnabi min al-Ahwal wa al-Mawl wa al-Hafda wa al-Mutta '(Beirut: Dar al-Kitab al-'Ulamiya, 1999)

[27] ۔واقدی، المغازی، ج1، ص364۔

-Waqidi, Al-Maghazi, vol. 1, p. 364.

[28]۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ج1، ص190۔

-Maqrizi, Imta 'al-Isma', vol. 1, p. 190.

[29]۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج2، ص190۔

Ibn Hisham, Al-Sirah Al-Nabawiyah, vol. 2, p. 190.

[30]۔ واقدي، المغازي، ج1، ص370۔

-Waqidi, Al-Maghazi, vol. 1, p. 370.

[31]۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ج1، ص223۔

-Maqrizi, Imta 'al-Isma', vol. 1, p. 223.

[32]۔ واقدی، المغازی، ج2، ص713۔

-Waqidi, Al-Maghazi, vol. 2, p. 713.

[33]۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس فیصلے کے جواز کے طور پر یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ "أُقِرّكُمْ مَا أَقَرّكُمْ اللهُ" یعنی میں تمہیں تک یہاں بسنے کی اجازت دے رہا ہوں جب تک اللہ تمہیں بسائے رکھے۔ اب یہودیوں نے ایسے حالات پیدا کر دیے ہیں کہ ان کے جرم کی سزا کے طور پر انہیں جلاوطن کر دیا جائے لہذا رسول اللہ ﷺ نے کی دی ہوئی مہلت اب ختم ہو چکی ہے۔ اس فیصلے کی طلحہ بن عبد اللہ اور دیگر تمام صحابہ نے تائید کی۔

-Hazrat Omar Farooq also said as a justification for this decision that the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him) had said: Now the Jews have created such conditions that they should be deported as a punishment for their crime. Therefore, the respite given by the Holy Prophet has now expired. This decision was supported by Talha bin Abdullah and all the other companions.

واقدی، المغازی، ج2، ص717۔

Waqidi, Al-Maghazi, vol. 2, p. 717.

[34]۔ اس کی تفصیل علامہ بلاذری نے فتوح البلدان میں بھی نقل کی ہے۔ ملاحظہ ہو: بلاذری، احمد بن یحیٰی، فتوح البلدان (بیروت: دار ومکتبۃ الھلال، 1988ء) ص34و37۔

Allama Balazari has also narrated this detail in Futuh al-Buldan. See: Balazari, Ahmad ibn Yahya, Futuh Al-Buldan (Beirut: Dar w Maktaba Al-Hilal, 1988) p34, 37.